www.Paksociety.com

تنزیلہ ریاض

داستان

مہر کو کہانیاں سننے کا بے حد شوق ہے۔ اسکول کے فینسی ڈریس شو میں وہ شہزادی راپنزل کا کردار ادا کر رہی ہے' اس لیے اس نے اپنے پاپا سے خاص طور پر شہزادی راپنزل کی کہانی سنانے کی فرمائش کی۔ کہانی سناتے ہوئے اسے کوئی یاد آجاتا ہے' جسے وہ راپنزل کہا کرتا تھا۔

نینا اپنے باپ سے ناراض رہتی ہے اور ان کو سلام کرنا بھی گوارا نہیں کرتی' وہ ابا سے جتنی نالاں اور متنفر رہتی' لیکن ایک بات حتمی تھی کہ امی سے اسے بہت محبت تھی' لیکن اسے محبت کا مظاہرہ کرنا نہیں آتا تھا۔ اس کی زبان ہمیشہ کڑوی ہی رہتی۔ نینا اپنے خرچے مختلف ٹیوشن پڑھا کر پورے کرتی ہے۔ اس کی بہن زری ٹیلی فون پر کسی لڑکے سے باتیں کرتی ہے۔

سلیم کی محلے میں چھوٹی سی دکان تھی۔ چند سال پہلے میٹرک کا رزلٹ بتا کر کے وہ خوشی خوشی گھر واپس آرہا تھا کہ ایک گاڑی سے اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اور وہ ایک ٹانگ سے معذور ہو جاتا ہے۔ ذہنی بیمار ہونے کی وجہ سے اس کی ماں نے مثبت قدم اٹھاتے ہوئے محلے میں ایک چھوٹی سی دکان کھلوا دی' سلیم نے پرائیویٹ انٹر کر کے بی اے کا ارادہ کیا۔ سلیم کی غزل احمد علی کے نام سے ایک ادبی جریدے میں شائع ہو جاتی ہے' جو اس نے نینا کے ہاتھ بھجوائی تھی۔۔

صوفیہ کا تعلق ایک متوسط گھر سے تھا۔ وہ اپنی بہنوں میں قدرے دبی ہوئی رنگت کی مالک' لیکن سلیقہ شعاری میں سب سے آگے تھی۔ صوفیہ کی شادی جب کاشف نثار سے ہوئی تو پورے خاندان میں اسے خوش قسمتی کی علامتی مثال بنا دیا گیا۔ کاشف نہ صرف چلتے ہوئے کاروبار کا اکلوتا وارث تھا' بلکہ وجاہت کا اعلا شاہکار بھی تھا۔ کاشف خاندان کی ہر لڑکی اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوستوں کی بیویوں سے بہت بے تکلف ہو کر ملتا' جو صوفیہ کو بہت ناگوار گزرتا تھا۔ صوفیہ کو خاص کر اس کے دوست مجید کی بیوی حبیبہ بہت بری لگتی تھی۔ جو بہت خوب صورت اور ماڈرن تھی اور اس کی خاص توجہ کاشف کی طرف رہتی۔ حبیبہ کی وجہ سے کاشف اکثر صوفیہ سے کیے ہوئے وعدے بھول جاتا تھا۔ صوفیہ کے شک کرنے پر کاشف کا کہنا تھا کہ یہ اس کا کاروباری تقاضا ہے۔

بی بی جان' صوفیہ کی ساس کو کاشف سے جھگڑا کرنے سے منع کرتی ہیں' لیکن صوفیہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی اور اکثر و بیشتر کاشف سے بحث کرنے لگتی جو کاشف کو ناگوار محسوس ہوتا۔ صوفیہ پریگننٹ ہو جاتی ہے اور بی بی جان کاشف سے صوفیہ کا خیال رکھنے کو کہتی ہیں۔

شہرین نے ضد کر کے اپنے والدین کی مرضی کے خلاف جا کر سمیع سے شادی تو کر لی' لیکن پچھتاوے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ سمیع اسے بہت چاہتا ہے' اس کے باوجود اسے اپنے گھر والے بہت یاد آتے ہیں اور وہ ڈپریشن کا شکار ہو جاتی ہے اور زیادہ تر پلنگ پر لیٹ کر اپنے بیڈ روم میں سوئی رہتی ہے۔ سمیع نے اپنی بیٹی ایمن کی دیکھ بھال کے لیے دور کی رشتہ دار اماں رضیہ کو بلا لیا جو گھر کا انتظام بھی سنبھالے ہوئے تھیں۔ سمیع اور شہرین دونوں ایمن کی طرف سے لاپروا ہیں اور ایمن اپنے والدین کی غفلت کا شکار ہو کر ملازموں کے ہاتھوں پل رہی ہے۔ اماں رضیہ کے احساس دلانے پر سمیع غصہ ہو جاتا ہے اور ان کو ڈانٹ دیتا ہے۔ شہرین کے بھائی بہن راستے میں ملتے ہیں اور سمیع کی بہت بے عزتی کرتے ہیں۔

اب آگے پڑھیے

تیسری قسط

"ارے... یہ موا ڈپریشن ہی کھا گیا ہے سب کو" انہیں زیادہ حیرانی نہیں ہوئی تھی۔ آج کل اکثر لوگوں کے منہ سے وہ یہی سنتی رہی تھیں۔

"پر بیٹی تمہیں کاہے کا ڈپریشن... تمہیں تو اللہ نے اتنا چاہنے والا میاں دیا اتنی قدر کرتا ہے تمہاری... سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے تمہیں ماشاء اللہ" وہ بہت لاڈ سے بولیں۔ صبح ہونے والی گفتگو اپنی جگہ لیکن ان کے دل میں سمیع کے لیے کافی محبت تھی اور اسی وجہ سے انہیں شہرین سے بھی لگاؤ تو تھا۔

"میں خود نہیں جانتی اماں... یہ ڈپریشن آتا کہاں سے ہے..." وہ واقعی عاجز نظر آتی تھی۔ اس نے بلینکٹ ہٹایا تھا اور باتھ روم کی جانب چل دی۔ اماں بستر درست کرتی رہی تھیں۔ اس کمرے میں پھیلاوا ہونا بھی کہاں تھا۔ بچی تو سارا وقت نیچے رہتی تھی۔ اوپر میاں بیوی رہتے تھے لیکن وہ بھی کافی سلیقہ مند تھی۔ انہیں اس کمرے میں کبھی چیزیں بکھری نظر نہیں آتی تھیں۔ شہرین کو باتھ روم میں کچھ وقت لگا تھا تب تک ماں رضیہ وہیں بیٹھی رہیں تاکہ اس سے پوچھ کر ہی جوس بنوائیں۔

"آج تو سر میں کچھ زیادہ ہی درد ہو رہا ہے۔" شہرین نے نکلتے ہوئے بھی سر تھام رکھا تھا۔

"چائے بنوا دیں اماں..." اس نے جوس کو انکار دیا تھا۔

"جیسی تمہاری مرضی بیٹا... اگر کہو تو سر میں تیل ڈال دوں... تمہیں سکون ملے گا۔" انہوں نے سوالیہ انداز میں کہا تھا۔ شہرین نے لمحہ بھر انہیں دیکھا پھر یاسیت سے سر ہلایا۔ ایک بار پھر اپنی ماں کی یاد آنے لگی تھی اسے۔

"جی اماں... پلیز سر بہت بھاری ہو رہا ہے۔" اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

اماں تیل لینے باتھ روم کی سمت گئی تھیں لیکن وہ ابھی مڑی بھی نہیں تھیں کہ انہوں نے شہرین کو عجلت بھرے انداز میں باتھ روم میں آتے دیکھا۔ وہ کچھ سمجھ بھی نہیں پائی تھیں کہ شہرین واش بیسن کی سمت مڑی تھی اور اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

نے ابکائی کرنے والے انداز میں منہ کھولا تھا۔
"اللہ خیر... بیٹی کیا ہوا؟" وہ ایک دم گھبرا گئی تھیں۔ شہرین چند لمحے واش بیسن کے پاس اسی طرح کھڑی رہی۔ معدہ خالی تھا سو نکلا تو کچھ نہیں لیکن شہرین چند سیکنڈز میں ہی زرد پڑ گئی تھی۔ سارا خون جیسے نچڑ کر رہ گیا تھا۔ اماں نے بمشکل سہارا دے کر اسے بستر پر بٹھایا پھر چلا کر رانی کو آواز دی اور شہرین کے ہاتھ پاؤں سہلانے لگیں۔
"کیا ہو گیا بیٹی... ابھی تو ٹھیک تھیں۔" وہ حیران تھیں۔
"مجھے خود پتا نہیں چلا۔ لیکن اب ٹھیک ہوں... غبار سا نکل گیا ہو جیسے... سر کو بھی سکون مل گیا ہے" شہرین نے نقاہت بھرے انداز میں کہا۔ اسی اثنا میں رانی بھی ایمن کو گود میں اٹھائے چلی آئی تھی۔
"رانی بیگم صاحبہ کے لیے جوس لاؤ" انہوں نے حکم دیا تھا۔ مالکوں کی غیر موجودگی میں وہ خود مالک بن جاتی تھیں۔
"ایمن کو یہیں چھوڑ جاؤ" شہرین نے بچی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ رانی ایمن کو چھوڑ کر دوبارہ کمرے سے نکل گئی۔
"پہلے بھی کبھی ہوا ہے ایسے؟" اماں نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ان کی چھٹی حس نے جیسے کوئی الارم سا بجایا تھا۔
"ایسے ہوا تو نہیں کبھی پہلے میرے ساتھ... آج ہی ہوا ہے" وہ ایمن کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"جب ایمن پیدا ہونے والی تھی؟" اماں نے ایک اور سوال کیا۔ شہرین نے چونک کر دیکھا۔ اسے اب سمجھ میں آئی تھی کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی تھیں۔ وہ خود حیران سی ہو کر سوچ میں پڑ گئی۔
"بیٹی کوئی اچھی خبر لگتی ہے۔" اماں کو اس کا پر سوچ انداز دیکھ کر جیسے یقین سا آ گیا تھا۔
"پتا نہیں... اماں... شاید۔" وہ واقعی پر یقین نہیں تھی۔
"ماشاء اللہ... اللہ مبارک گھڑی لائے۔ ایمن تین سال کی ہو رہی ہے۔ اللہ نے بروقت خوشی دکھائی ہے۔" اماں نے جھٹ پٹ دعائیں دی تھیں۔ جوس لاتی رانی دروازے پر ہی رک گئی۔ اندر سے آوازیں صاف باہر تک آ رہی تھیں۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ دونوں مالکنیں اندر کیا بات کر رہی ہیں۔
"لو بتاؤ... پہلے والا بچہ تو سنبھالا نہیں جاتا خود سے اور دوسرے کی تیاری شروع کر دی ہے۔" اس نے ناک چڑھا کر سوچا تھا۔

☆ ☆ ☆

"اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے...؟ اس دن کاشف نے اس کی محبت کو پہلی بار واقعی دل کی گہرائی سے محسوس کیا تھا۔ بی بی جان کی باتوں نے بھی اسے اس کی غلطی کا احساس دلایا تھا۔
"بہت زیادہ کاشف... اسی لیے تو دل جلتا ہے جب آپ کو کسی اور کے ساتھ دیکھتی ہوں" وہ استحقاق بھرے لہجے میں بولی تھی۔ کاشف کچھ نہیں بول سکا تھا۔
اسے صوفیہ سے محبت نہیں تھی لیکن افسوس ناک بات یہ تھی کہ اسے حبیبہ سے بھی محبت نہیں تھی۔ اسے بس تتلی کی طرح اپنے ارد گرد منڈلاتی عورت اچھی لگتی تھی۔ اس کی کسی کمینی سی حس کو تسکین پہنچتی تھی، جب عورت بھنورے کی طرح اس پر واری صدقے جاتی تھی۔
اس کی اپنی بیوی تو ہنستی بولتی ہی تھی۔ اس کی محبت میں قربان ہو جانے کو بھی تیار تھی لیکن اس میں کیا خاص بات تھی۔ بیویاں تو سب کی ہی ایسی ہوتی ہیں اسے اصل مزا تب آتا تھا جب دوسروں کی بیویاں بھی اس پر مرتی تھیں اس کے ساتھ بات کرنے کو ترستی تھیں۔ اس کی تعریف کرتی تھیں۔ اس کی مردانگی کو اس سے جلا ملتی تھی لیکن بی بی جان کی باتوں سے اسے شرمندگی ہوئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صوفیہ سے بے شک اسے محبت نہیں تھی لیکن ہونے والی اولاد کے لیے اس کا دل ابھی سے بہت بے چین رہتا تھا۔ اس دن اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ صوفیہ کے ساتھ وفادار رہنے کی کوشش کرے گا۔

☆ ☆ ☆

"نینا کہاں ہے؟" ابا نے زری کو ٹی وی کے سامنے بیٹھے دیکھ کر امی سے سوال کیا تھا۔

"وہ آپا (سلیم کی امی) کی طرف گئی ہے کیوں کوئی کام تھا۔"

امی کو پہلا خیال یہی سوجھا تھا۔ ابا عام طور سے بچیوں کے متعلق زیادہ سوال جواب نہیں کرتے تھے وہ جانتے ہی تھے کہ عشاء کے بعد زری اور نینا ٹی وی کے سامنے نہیں ہوتی تھیں تو اپنے کمرے میں ہوتی تھیں۔ ابا خاموش رہے۔ امی ان کے لیے تازہ روٹی اتارنے باورچی خانے کی سمت چل دیں۔

"کیا بات ہے... کیا سوچ رہے ہیں؟"

کھانا ٹرے میں سجائے پلٹ کر آئیں تو امی نے ابا کے چہرے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں گم ہیں۔ انہوں نے ایک نظر بیوی کا چہرہ دیکھا پھر کچھ نہیں بولے۔ ان کے ذہن میں کچھ دنوں سے جو خیال گونج رہا تھا وہ یکدم بیان کرنا آسان نہیں تھا۔ حلیمہ چند لمحے ان کی جانب دیکھتی رہیں۔

"کیا پریشان کر رہا ہے آپ کو۔ نینا نے کوئی بدتمیزی کی؟" ان کو خدشہ تھا کہ یہی ہوا ہوگا۔

"آپ دل پر مت لیں... اس کی تو عادت ہے" انہوں نے ساتھ ہی تسلی دینی چاہی تھی۔ ابا نے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا پھر فوراً" نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ارے نہیں بھائی... اب ایسی بدتمیز بھی نہیں ہے وہ... تمہارے ساتھ ذرا لاڈ پیار میں زبان چلاتی رہتی ہے ورنہ میرے ساتھ تو کبھی زبان درازی نہیں کی" وہ مسکراتے ہوئے ان کی ہمت بندھا رہے تھے۔

"ہاں میں نے تو اس کی جائیدادیں ضبط کر رکھی ہیں نا۔" امی چڑ کر بولی تھیں۔ ابا نے کوئی جواب نہیں دیا اور ٹرے کو اپنے سامنے کر لیا۔ امی جگ سے پانی نکال کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے بھی ان کے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔ زری ٹی وی میں مگن تھے۔

"یہ اپنی نینا سلیم سے کتنی چھوٹی ہے؟" انہوں نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے یک دم سوال کیا تھا۔ امی نے ان کا چہرہ پھر غور سے دیکھا۔ پتا نہیں کیا کھچڑی پک رہی تھی ان کے اندر۔

"چھوٹی کہاں ہے... بڑی ہے سال چھ مہینے کا فرق ہوگا۔"

امی نے جواب تو دے دیا لیکن بے چینی تھی کہ وہ کچھ اور پوچھیں تو امی جانچ سکیں کہ آخر وہ کیا سوچ رہے ہیں۔ وہ ان کے بہن بھائیوں کے متعلق زیادہ بات چیت نہیں کرتے تھے۔ سلیم سے بھی اس کی دکان کی وجہ سے علیک سلیک تھی کیونکہ وہاں انہیں چھوٹا موٹا سودا سلف لینے کبھی کبھی جانا پڑ جایا کرتا تھا۔

"وہی تو میں سوچ رہا تھا کہ عمروں میں کچھ فرق ہے اپنی نینا سے چھوٹا ہی ہے... ہم عمر نہیں ہے" ابا دوسرا نوالہ بنا رہے تھے۔

"چند مہینوں کا ہی فرق ہے... ہم عمر ہی سمجھیں" اب کی بار امی نے لاپروائی سے کہا تھا۔ ابا سر ہلاتے ہوئے کھانا کھانے لگے لیکن چہرے پر ابھی بھی کچھ پریشانی سی چھلکتی تھی۔

"سنو' نینا سے کہنا رات بے رات منہ اٹھا کر خالہ کے گھر نا جایا کرے... مناسب نہیں لگتا وہ اب بچی نہیں رہی... بڑی ہو گئی ہے۔"

انہوں نے وہ غبار نکال ہی دیا تھا جو شام سے دل میں پک رہا تھا۔ ایک دن پہلے وہ نینا کو "بچی" کہہ رہے تھے اور اب وہی اسے "بڑی" قرار دے رہے تھے۔

سلیم کا نام براہ راست نہیں لے سکتے تھے۔ یہ بات نینا سمیت اس کی ماں کو بھی بری لگ سکتی تھی' وہ دیکھ سکتے تھے حلیمہ کا چہرہ ان کی بات پر بالکل سپاٹ ہو گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"دھوپ زندگی ہے" اماں رضیہ نے اس کے گھنے لمبے بالوں کو بہت نرمی سے چھوتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں کہا تھا۔ شہرین کی گود میں پلیٹ دھری تھی' جس میں سیب کی قاشیں کٹی پڑی تھیں۔ ابکائی آنے کی وجہ سے اس کا بلڈ پریشر قدرتی طور پر کم ہو گیا تھا تو اسے کھانے کی حاجت بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ سیب کو رغبت بھرے انداز میں کھانے میں مصروف تھی۔ ایمن بھی اس کے سامنے کارپیٹ پر بیٹھی اپنے ٹیڈی بیئر سے کھیلنے میں مگن تھیں۔ اماں رضیہ اس سارے سین سے' سب سے زیادہ خوش تھیں۔ انہیں سمجھ میں آگیا تھا کہ شہرین کو سمجھانا سمیع کو نصیحتیں کرنے سے زیادہ بہتر تھا۔

"ہوا' روشنی انسان کی بنیادی ضروریات ہیں.... یہ سب چیزیں نا ملیں تو انسان کمزور پڑ جاتا' ہے پھر وہ بیمار نا ہوتے ہوئے بھی خود کو بیمار محسوس کرنے لگتا ہے.... تم خود کو دیکھو کتنی کمزور ہو رہی ہو.... آنکھوں کے نیچے حلقے ہو گئے ہیں.... اتنی اکتائی ہوئی کیوں رہتی ہو بیٹی" اماں رضیہ اس کے بالوں میں تیل انڈیلتے ہوئے تمہید بھی باندھ رہی تھیں۔ انہوں نے رانی کو اچھا سا ناشتا تیار کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا۔ شہرین سیب تو کھا رہی تھی لیکن الجھن بھی چہرے پر بکھری تھی' اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فوراً" سمیع کو گڈ نیوز دے دے۔ اس نے اسے کال بھی کی تھی لیکن سمیع فی الوقت ریسیو نہیں کر رہا تھا۔

"اماں میرا دل بجھتا سا جاتا ہے۔ کسی کام میں نہیں لگتا.... مجھے خود سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہے لیکن ہر چیز سے بے زاری محسوس ہوتی ہے.... مجھے یہ احساس کھائے جاتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کا بہت دل دکھایا ہے .... انہیں تکلیف پہنچائی ہے' بہت بد قسمت بیٹی ہوں میں۔" اماں کی انگلیاں بہت نرمی سے اس کے بالوں میں چل رہی تھیں۔ اسے ذہنی سکون مل رہا تھا۔ اس نے بھی دل کی بات' انہیں بتا ہی دی۔ اماں کو تاسف نے گھیر لیا۔ انہیں شہرین پر اور بھی پیار آیا۔ وہ کس قدر دکھی لگتی تھی۔

"ایسے نہیں کہتے میری بچی.... تم تو بہت قسمت والی ہو۔ ان شاء اللہ ماں باپ کی ناراضی بھی ختم ہو جائے گی لیکن اس کے متعلق سوچ سوچ کر ابھی تو اپنی زندگی برباد نا کرو۔ اللہ نے تمہیں ہیرے جیسا خاوند دیا ہے' پھول جیسی بچی ہے' ان نعمتوں کی قدر کرو۔ ان کا لطف اٹھاؤ۔" وہ اس کے بالوں کا مساج کرتے ہوئے اسے سمجھا بھی رہی تھیں۔ شہرین کچھ بھی نہیں بولی۔ اس کی نظریں ایمن کا جائزہ لے رہی تھیں۔ بہت دن بعد ایمن اس کمرے میں آئی تھی ورنہ وہ نیچے اپنی میڈ کے پاس ہی رہتی تھی۔ اماں رضیہ نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا پھر ایمن کو دیکھتا پا کر' انہیں بہت اچھا لگا۔ یہی تو موقع تھا وہ اسے سمجھا سکتی تھیں۔

"میری بات کا برا مت ماننا بیٹی.... چھوٹا منہ بڑی بات.... لیکن کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتی۔" اماں نے اتنا ہی کہا تھا کہ شہرین نے مڑ کر انہیں دیکھا پھر فوراً" بولی۔

"ارے نہیں اماں.... آپ میری امی جیسی ہیں۔ میرے اور سمیع کے دل میں بہت عزت ہے آپ کی.... آپ کا تو احسان ہے ہم پر کہ آپ ایمن کو اتنی محبت اور توجہ سے پال رہی ہیں.... آپ کی وجہ سے مجھے ایمن کی بالکل فکر نہیں ہوتی.... میرے دل کو' آپ کی موجودگی سے اتنی ڈھارس ملی ہے کہ میں الفاظ میں بیان بھی نہیں کر سکتی" وہ جو بھی کہہ رہی تھی اس کے چہرے کا ایک ایک عضو' اس کے بیان کی تصدیق کر رہا تھا۔ اماں رضیہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ اتنی عزت و توقیر تو آج کل کوئی اپنے سگے ماں باپ کو نہیں دیتا تھا' وہ تو پھر دور پار کی ایک غریب ضرورت مند رشتہ دار تھیں۔ وہ مزید محبت سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔

"کہیے نا.... کیا کہنا چاہ رہی تھیں آپ....؟" شہرین نے بہت ادب سے سوال کیا تھا۔ اماں رضیہ نے محبت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاش نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ اب اس کے منہ سے اتنے اچھے الفاظ میں 'اپنا تذکرہ سن کر وہ یہ نہیں کہہ سکتی تھیں کہ اپنی بیٹی کو وقت دیا کرو۔۔۔ وہ ان پر بھروسا کرتی تھی تو اپنی ننھی منی پھولوں جیسی بیٹی ان کے سپرد کر رکھی تھی۔ انہوں نے اپنا مطمع نظر بیان کرنے کے لیے بہت مہذب الفاظ منتخب کیے۔

"ارے بیٹی بس یہی کہنا چاہتی تھی کہ زندگی میں خوش ہونے کے مواقع تلاش کیا کرو۔۔۔ گھر بار میں دلچسپی لیا کرو۔۔۔ اس چار دیواری سے باہر نکل کر ملازموں کو دیکھا بھالا کرو۔۔۔ اتنی پیاری بچی ہے۔۔۔ اس کے ساتھ کھیلا کرو۔۔۔ اولاد کی ایک مسکراہٹ ماں کا دل ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ اپنے دل کا سکون اپنی اولاد میں ڈھونڈو' اللہ تمہیں مزید خوشیاں دے۔ اولاد نرینہ کا سکھ دے۔" شہرین ان کی باتوں پر سر ہلا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"میں رانیہ کی جانب سے بہت مطمئن ہوں" رانیہ کی امی نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ نینا نے اپنی مسکراہٹ چھپا کر سر ہلایا تھا۔ وہ پہلے جن بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی تھی' ان کی مائیں بھی اس سے کافی خوش رہتی تھیں لیکن وہ جونیئر کلاسز کی تھیں۔ رانیہ ایک بڑی بچی تھی اس لیے اس کی امی کے اس طرح کہنے پر 'نینا کا خون کئی سیر بڑھ گیا تھا۔ وہ اپنے کام کے سلسلے میں کوتاہی کرتی بھی نہیں تھی۔

"میں رانیہ کی کارکردگی سے بہت خوش ہوں۔۔۔ بہت دل لگا کر پڑھ رہی ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ بہت تعریف کرتی ہے تمہاری۔۔۔ میں تو مسز مشتاق کی دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تمہارے جیسی اچھی لڑکی کا بتا دیا مجھے' ورنہ آج کل اچھے ٹیوشن ٹیچرز ملتے کب ہیں۔۔۔ اس کو خوب پریکٹس کرواؤ تاکہ سب کمی پوری ہو جائے۔۔۔ اس کی پرسنٹیج اچھی آجائے بس تو سمجھو مجھے سکون ہو جائے۔" رانیہ کی امی کافی ہنس مکھ اور باتونی خاتون واقع ہوئی تھیں۔

"ان شاء اللہ۔۔۔ نائنٹی سکس پرسینٹ سے کم نہیں ہوں گے۔۔۔ رانیہ بہت ذہین ہے اور محنتی بھی۔۔۔ آپ فکر مت کریں جو کمی بیشی ہے وہ بہت جلد پوری کروا دوں گی۔" اس نے انہیں تسلی دی تھی اور اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا۔۔۔ اسے دیر ہو رہی تھی جبکہ مسز رحیم کی باتیں آج کافی طویل ہو گئی تھیں۔ عام ماؤں کی طرح وہ بھی اپنی بیٹی کے ایگزامز کے لیے بیٹی سے زیادہ پریشان رہتی تھیں۔

"ان شاء اللہ۔۔۔ میں واقعی بہت مطمئن ہوں۔۔۔ بیٹھے بٹھائے اتنی اچھی ذہین و فطین' قابل اور محنتی ٹیوشن ٹیچر مل جانا کسی نعمت سے کم نہیں۔۔۔ میں تو جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔۔ اسی لیے میں یہ چاہ رہی تھی کہ تم اسے اردو بھی پڑھا دیا کرو۔۔۔" انہوں نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر مدعا بیان کیا تھا۔ نینا' جو اپنی تعریفیں سن سن کر خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھی' کو دل ہی دل میں جھٹکا لگا۔ اس نے چہرے پر مسکراہٹ قائم رکھتے ہوئے تھوک نگلا۔ اردو سے تو اس کی اپنی جان جاتی تھی۔

"آج کل کے انگلش میڈیم کے بچے اردو میں اتنے کمزور ہیں کہ اب اس مضمون کی بھی ٹیوشن پڑھنی پڑتی ہے۔۔۔ ہمارے زمانے میں ایسا تھوڑی ہوتا تھا۔۔۔ ہم خود ہی سب پڑھ لیا کرتے تھے۔۔۔ اتنے اتنے لمبے مضمون بغیر یاد کیے لکھ آیا کرتے تھے ایگزامز میں۔۔۔ لیکن یہ میری بیٹی صاحبہ ایک شعر کی تشریح خود نہیں کر سکتیں۔۔۔ اردو کا ایک مضمون نہیں لکھ سکتی خود سے۔۔۔ خیر اس زمانے میں پڑھائیاں آسان بھی ہوتی تھیں۔ آج کل تو بچوں کو بچپن سے ہی اسکالر بنانے میں لگ جاتے ہیں پھر تین سال تو یہ قرآن حفظ کرنے کی وجہ سے اسکول گئی ہی نہیں ہے۔ اس کو تو زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ میری ریکویسٹ ہے کہ تم اسے اردو بھی پڑھا دیا کرو مجھے امید ہے تم اردو بھی بہت اچھے طریقے سے پڑھا لو گی۔" وہ بہت مہذب طریقے سے اپنا مدعا بیان کر رہی تھیں۔ نینا کو سمجھ میں نہیں آیا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک دم ان کو انکار کس طرح کرنا ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ میں اردو نہیں پڑھانا چاہتی۔ نئی نئی ٹیوشن ملی تھی اور پھر اتنی تعریفیں سن کر تو وہ بالکل بھی ایک دم انکار نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے دوسرا حربہ اپنایا تھا۔

"پڑھانے کا تو کوئی مسئلہ نہیں تھا... میں آرام سے کروا دیتی اردو بھی لیکن لیکن آپ جانتی ہیں مجھے یہاں سے یونیورسٹی جانا ہوتا ہے... نو بجے میری کلاس ہوتی ہے۔" یہ سب سے بہتر اور مناسب بہانہ تھا۔ رانیہ کی امی نے تاسف سے سر ہلایا۔

"اوہو' یہ تو واقعی مسئلہ ہے لیکن میں زیادہ وقت نہیں لوں گی تمہارا' صرف پینتالیس منٹ' اتنا وقت ہی کافی ہے۔" وہ اصرار کر رہی تھیں۔ رانیہ مسکرائی۔ دل ہی دل میں اسے' اس بات کی بہت خوشی تھی کہ وہ اس کے کام سے اتنی مطمئن تھیں کہ مزید وقت کے لیے منت و سماجت تک آگئی تھیں۔

"مسز رحیم یقین کیجیے میرے پاس وقت نہیں ہوتا... میں پینتالیس منٹ تو دور کی بات دس منٹ نہیں نکال سکتی۔ آپ کے گھر سے نکلتی ہوں تو بھاگتے ہوئے اسٹاپ تک جاتی ہوں... ذرا سی دیر ہو جائے تو یونیورسٹی بس مس ہو جاتی ہے۔" اس نے سہولت سے انکار کرنا چاہا تھا۔ وقت تو وہ نکال سکتی تھی لیکن اردو پڑھانا اس کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ وہ میتھس' انگلش' سائنس' سبجیکٹس تو کروا سکتی تھی لیکن اردو' معاشرتی علوم سے اس کی جان جاتی تھی۔

"بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے... میں زیادہ اصرار نہیں کرنا چاہتی کہ میری بیٹی کی اتنی اچھی ٹیچر کو کوئی مشکل یا پریشانی ہو" وہ بالآخر مان گئی تھیں۔ نینا نے دل ہی دل میں شکر ادا کرنا چاہا تھا لیکن اگلے ہی لمحے مسز رحیم بولیں۔

"میرے پاس ایک آپشن ہے... میں تمہیں ڈرائیور سے یونیورسٹی ڈراپ کروا دیا کروں گی... تم آرام سے دس منٹ پہلے یہاں سے ڈرائیور کے ساتھ چلی جایا کرنا۔" انہوں نے حل نکالا تھا۔ نینا کو اب کی بار بے زاری محسوس ہوئی۔

"ارے نہیں... آپ کیوں زحمت کرتی ہیں... ایسی بات نہیں ہے۔" وہ دوٹوک انکار کرنے کے لیے الفاظ جمع کرنے لگی۔

"زحمت کی بات ہے ہی نہیں... ہمارا گھر کا ڈرائیور ہے... صبح سے شام تک یہاں گھر میں فارغ ہی ہوتا ہے اور یونیورسٹی تک بمشکل دس منٹ کی ڈرائیو ہے... کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے... میں درخواست کرتی ہوں پلیز چند ایک مہینے کی تو بات ہے۔" وہ تو جیسے اس کے گھٹنوں میں بیٹھنے کو تیار تھیں۔

"اچھا میں دیکھوں گی کہ کیا کر سکتی ہوں... آپ پلیز ریکویسٹ مت کریں... آپ بڑی ہیں مجھ سے... اچھا نہیں لگتا۔" اس نے بمشکل انہیں ٹالا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جب وہ اتنا اصرار کر رہی ہیں تو وقت نکال ہی لے۔

"بڑی کہہ کر عزت کر رہی ہو تو اب انکار کر کے میرا دل نا توڑنا" انہوں نے مان بھرے لہجے میں کہا تھا۔ نینا کو اس لمحے خود اپنے آپ پر ہی ترس آیا لیکن وہ چپ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"زرمین" بی بی جان نے گلابی لحاف میں لپٹی وہ چھوٹی سی پوٹلی اس کی گود میں رکھ دی تھی۔ آرزو' اذیت' انتظار اور بے چینی سب اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ اس نے بسم اللہ پڑھ کر بچی کو تھام لیا۔

"مبارک ہو صوفیہ... اللہ نے تمہیں اپنی رحمت سے نوازا ہے" بی بی جان بہت خوش دکھائی دیتی تھیں۔ صوفیہ کے دل کو سکون مل گیا۔ پیدائش کے وقت جب نرس نے اسے بتایا تھا کہ بیٹی ہوئی ہے تو وہ یہ سوچ کر اداس ہو گئی تھی کہ نجانے بی بی جان اور کاشف کا کیا ردعمل ہو' لیکن تیسرے دن گھر آنے کے بعد اسے احساس ہوا تھا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ غلط سوچ رہی تھی۔ وہ دونوں تو بے تحاشا خوش تھے۔ انہوں نے سارے گھر کو تازہ پھولوں سے سجا کر اس کا استقبال کیا تھا۔ بچی کا عقیقہ اس طرح کیا گیا تھا کہ جیسے صوفیہ کے جاننے والوں میں کسی نے بیٹے کا بھی نا کیا ہو گا۔ سارے خاندان کو مدعو کیا گیا تھا۔ سات طرح کے کھانے اور دوسرے لوازمات سے تواضع کرنے کے بعد دیسی گھی والے موتی چور کے لڈو بانٹے گئے تھے۔

فقیرنیاں وقفے وقفے سے دروازے پر خیرات کے لیے آرہی تھیں۔ کئی مدرسوں میں بکرے کے گوشت کے پلاؤ اور زردے کی دیگیں بھجوائی گئی تھیں۔ بی بی جان نے پوتی کو "زرمین" نام دیا تھا۔ اسے اور صوفیہ کو قیمتی سونے کے کنگن پہنائے گئے تھے۔ ایک پیشہ ور فوٹو گرافر تصاویر کھینچنے کے لیے گھر بلوایا گیا تھا۔ صوفیہ جب اس گھر میں آئی تھی تو بھی اس کے استقبال میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی تھی لیکن زرمین کے لیے تو محبت اور پیسہ واقعی پانی کی طرح بہایا جا رہا تھا۔ بعد کے آنے والے دنوں میں بھی صوفیہ کے خاندان میں ہر شخص کی زبان پر صوفیہ کی خوش بختی کا چرچا رہا۔ بہنیں، بھابھیاں، کزنیں۔۔۔ سب اس کی قسمت پر ایک بار پھر رشک کرتی رہیں۔

وہ بہت خوب صورت دن تھے۔ صوفیہ کے دل سے ہر وسوسہ ہر برا خیال مٹ کر رہ گیا تھا۔ کاشف فیکٹری سے گھر آکر سارا وقت صوفیہ اور زرمین کو دیتا تھا۔ زرمین میں تو اس کی جان تھی۔ اسے گود میں لے کر جھلاتا رہتا۔ اس ننھے وجود سے نجانے کون کون سی باتیں کرتا رہتا۔ صوفیہ دیکھتی اور اللہ کا شکر ادا کرتی رہتی۔ شادی کے بعد سے اب تک یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ حبیبہ جیسی عورتوں کے وسوسے اور خوف سے اسے نجات مل رہی تھی۔ زرمین اسے اپنی طاقت لگتی تھی۔ وہ تھی بھی بالکل باپ کی کاپی۔۔۔ رنگ، روپ، نقش ہر چیز میں باپ کا ثانی۔۔۔ جو بھی دیکھتا بچی کی خوب صورتی کو سراہے بغیر نہ رہ پاتا۔ اس میں صوفیہ کی محنت کا تو کوئی عمل دخل نہیں تھا لیکن اسے بہت طاقت اور فخر کا احساس ہوتا۔

"یہ بالکل تمہارے جیسی ہے۔۔۔ وہی ناک نقشہ۔۔۔ وہی نمکین رنگت" حبیبہ دوبارہ ملنے کے لیے آئی تو زرمین کو دیکھ کر بولی۔ زرمین تین مہینے کی ہو رہی تھی اور اب اس کی باپ سے مشابہت مزید واضح ہونے لگی تھی۔ حبیبہ نے اسے گود میں لے رکھا تھا اور بہت نزاکت سے اس کا گال وقفے وقفے سے سہلاتی تھی۔ صوفیہ نے اس کے ہاتھ سے زرمین کو پکڑ لیا۔

"میری بیٹی تھی۔۔۔ میرے جیسی ہی ہونی تھی۔ اب بابرہ شریف جیسی تو ہونے سے رہی۔" اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ حبیبہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ بالکل تمہارے جیسی ہے۔۔۔ بہت پیاری اور تیکھی سی" حبیبہ کا انداز صلح جو تھا۔

"جی بھابھی میں بہت اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں" صوفیہ نا چاہتے ہوئے بھی طنز کر گئی تھی۔ یہ عورت اسے سلگا کر رکھ دیتی تھی۔ اس کے سامنے نجانے کون سا احساس کمتری اس کے سارے وجود پر چھا جاتا تھا۔

"کیا بات ہے صوفیہ۔۔۔ میں نے محسوس کیا ہے تم بہت طنزیہ سی ہوتی جا رہی ہو۔۔۔ میری کوئی بات بری لگی ہے کیا" حبیبہ سارے معاملات آج ہی نبٹانے کے چکر میں تھی۔

"نہیں بھابھی۔۔۔ میں طنزیہ نہیں ہو رہی۔۔۔ یہ دراصل آپ ہیں جس نے طنز کی ابتدا کی تھی۔" وہ چڑ کر بولی۔

"لیکن میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو تمہیں اتنا برا لگ گیا۔۔۔؟" اس نے حیرانی سے سوال کیا۔

"سارے زمانے کو زرمین کی مشابہت کاشف جیسی لگتی ہے اور آپ کو یہ میرے جیسی لگ رہی ہے" وہ اسی انداز میں بولی تھی۔ حبیبہ مزید حیران ہوئی۔

"اس میں برا منانے والی کیا بات ہے۔۔۔ میں نے تو۔۔۔" اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ صوفیہ نے اس کی بات کاٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

دی۔

"آپ یہی کہنا چاہتی ہیں کہ زرمین خوب صورت نہیں ہے۔"

"ارے باخدا نہیں۔۔۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ بالکل تمہارے جیسی خوب صورت ہے۔" وہ زچ ہوئی تھی یا شاید زچ ہونے کی اداکاری کر رہی تھی۔ صوفیہ نے گہری سانس بھر کر اپنے بلاوجہ عود کر آنے والے غصے پر قابو پایا۔

"یہی طنز ہے آپ کا۔۔۔ سمجھیں آپ۔۔۔" وہ غرا کر بولی تھی۔ حبیبہ حیرانی سے اس کی جانب دیکھ، پھر وہ اپنا پرس اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم پاگل ہو۔۔۔ بالکل پاگل۔۔۔ میں تم سے دور رہوں، یہی بہتر ہے۔" وہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔ صوفیہ نے اس کی پشت کی جانب دیکھتے ہوئے ناک چڑھائی تھی پھر نجانے اس کے دل میں کیا سمائی۔ حبیبہ کے پیچھے گئی اور بولی۔

"میرے شوہر سے بھی دور رہو" حبیبہ نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا، دیکھتی رہی، پھر مسکرائی۔ چبھتی ہوئی تلخ، طنزیہ اور ذو معنی مسکراہٹ۔

"یہ ناممکن ہے میری جان۔۔۔ اس سے دور نہیں رہ سکتی میں" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی بلکہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ اس کا اس قدر کھلا ڈلا اعتراف صوفیہ کو جی جان سے لگا گیا تھا۔ وہ اس عورت کو قتل کر دینا چاہتی تھی لیکن بے بس تھی۔

☼ ☼ ☼

اس نے رانیہ کی اردو کی کتابیں کھول کر اپنے سامنے رکھیں پھر صفحات پلٹ کر دیکھتی رہی۔ اسے بے زاری ہو رہی تھی۔ اس مضمون کو پڑھانے کے لیے اسے خود پہلے ایک گھنٹہ پڑھنا پڑتا تھا پھر ہی وہ اس قابل ہو سکتی تھی کہ رانیہ کو اچھے طریقے سے پڑھا سکتی تھی۔ وہ چند لمحے ایسے ہی بیٹھی رہی پھر اسے سلیم کا خیال آیا تھا۔ وہ اس سے بھی تو مدد لے سکتی تھی۔ بے شک وہ صرف ایف اے پاس تھا لیکن یہ کتابیں بھی تو انٹر کی ہی تھیں اور پھر اسے اردو پر اچھا عبور حاصل تھا۔ وہ شاعری کرتا تھا، کہانیاں لکھتا تھا۔ اتنا تو قابل تھا ہی کہ وہ اردو پڑھانے کے لیے اس کی کوئی معاونت کر سکتا۔

نینا نے کتابیں سمیٹیں۔ دوپٹا اٹھا کر کندھے پر پھینکا اور چپل پاؤں میں اڑستے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی۔ امی اپنے کمرے میں تھیں، شاید نماز پڑھ رہی تھیں اور زری شاید واش روم میں تھی کیونکہ پانی گرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ نینا نے دروازہ بجا کر اسے نیچے جانے کا بتایا اور سیڑھیاں اتر آئی۔ شام اتر آئی تھی لیکن ابھی تاریکی مکمل طور پر نہیں پھیلی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس وقت سلیم اپنی دوکان پر مصروف ہو گا۔ اس نے آخری سیڑھی پر ڈوپٹے کی پوزیشن ذرا درست کی پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتی، سلیم کی بیٹھک نما دوکان میں آ گئی۔ وہ اپنا کھاتا کھولے موبائل کان سے لگائے بیٹھا تھا۔

پچیس تاریخ کے بعد وہ حساب کتاب کی پڑتال کر کے ان تمام چیزوں کا آرڈر فون پر ہی دے دیا کرتا تھا جو درکار ہوتی تھیں۔ شام تک بڑے کریانے کے اسٹور کا لڑکا اپنی سوزوکی میں اس کا مطلوبہ سامان بھر کر ڈیلیور کر جاتا تھا۔ سلیم بھی موقع پر ادائیگی کر دیتا۔ یہ اس کے لیے بہت سہولت ہو گئی تھی کہ فون پر ہی کام ہو جاتا تھا۔ کہیں جانے کی مشکل تھی، ٹاکسی کا احسان لینا پڑتا تھا۔ سامان چھوڑ کر جانے والا لڑکا خود ہی اس کے ساتھ مدد کرواتے ہوئے سامان دکان کے اندر رکھوا دیتا تھا۔ وہ اسی حساب کتاب میں مشغول تھا۔ نینا کو دیکھ کر ہی اس نے جان بوجھ کر با آواز بلند کہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں بھئی ہاں... چلی ملی اس بار مت بھیجنا... میری دکان میں چوہیا گھس آتی ہیں اور ساری چلی ملی کھا جاتی ہیں۔ اس بار ایک کارٹون بھی نا آئے سامان میں... یاد رکھنا" وہ تاکید کر رہا تھا۔ نینا نے خود ہی کاؤنٹر کا دروازہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گئی۔

"مت منگواؤ چلی ملی... میں بھی تمہارے ابو کو جا کر بتاتی ہوں کہ ان کا لڑکا کسی لڑکی کی محبت میں 'عجیب و غریب شاعری کرتا رہتا ہے اور پھر فرضی ناموں سے مجھ غریب سے مختلف میگزینز کو بھجواتا ہے... اور یہ بھی بتاؤں گی کہ وہ لڑکی ہماری ذات برادری کی بھی نہیں ہے' جس کے لیے سلیم صاحب شاعری کرتے ہیں اور یہ بھی کہوں گی کہ سلیم گھر سے بھاگ کر اس کی ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے" وہ دھمکی آمیز انداز میں کہہ رہی تھی۔ سلیم نے سٹپٹاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی قریب 'سن تو نہیں رہا پھر اسے گھور کر بولا۔

"اللہ بچائے تم سے نینا... رائی کا پہاڑ... لفظ سے افسانہ... دھاگے سے رضائی اور ورق سے پوری کتاب بنا لیتی ہو تم... سوچڑیلیں مری تھیں تو تم پیدا ہوئی تھی۔"

"ہاں تو فائدہ ہوا نا... سوچڑیلیں ختم ہوئیں دنیا سے... میرا دنیا میں آنا کس قدر مبارک ثابت ہوا... اور ایسے ہی منہ پھاڑ کر نا کہہ دیا کرو پہلے الحمدللہ کہا کرو اور پھر ماشاءاللہ بھی کہا کرو... نظر لگتے پتا تھوڑی چلتا ہے" وہ واقعی ڈھیٹ تھی۔ سلیم نے زوردار آواز کے ساتھ کھاتے والا رجسٹر بند کیا۔

"اپنی آمد کا مطلب بتاؤ اور جاؤ یہاں سے... میں ویسے بھی تم جیسی خود غرض لڑکی سے زیادہ بات وات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ ناک چڑھا کر بولا تھا۔ نینا نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"سلیم اتنی بدتمیزی...؟" اس نے مصنوعی حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے آنکھیں پھیلائیں۔

"بدتمیزی نہیں... ادلے کا بدلہ تم بھی تو یہی کرتی ہو تمہیں میں نے کل کہا تھا کہ رات کو آنا تمہیں ایک چیز دکھاؤں گا لیکن تم آئی نہیں... اب اپنا کوئی کام ہے تو فوراً آ گئی ہو..." وہ واقعی ناراض لگتا تھا۔

"میں رات کو آئی تھی شہزادہ سلیم لیکن تم سو چکے تھے... میں خالہ کے پاس بیٹھ کر واپس آ گئی" اس نے وضاحت کی۔ سلیم نے اس کی جانب دیکھا آیا وہ سچ کہہ رہی ہے یا جھوٹ... وہ جھوٹ تو بولتی نہیں تھی۔

"تمہاری رات تہجد کے وقت ہوتی ہے کیا... میں انتظار کر کے دس بجے سویا تھا... مزید کتنا انتظار کرتا۔ سارا دن کا تھکا ہوا ہوتا ہوں... جلدی نیند آ جاتی ہے۔" اس نے بھی وضاحت دی تھی۔

"آج کل دس بجے کون سوتا ہے سلیم صاحب... اور میں بھی فارغ تو نہیں ہوتی... اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔ اس سے فارغ ہوئی تو نیچے آ گئی پھر آنٹی زبیدہ روک کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں تو بیس پچیس منٹ لگ گئے" وہ اکتا کر بولی تھی۔ اسے وضاحتیں دینے سے چڑ تھی۔

"اچھا خیر چھوڑو... اب بتا دو... کیا دکھانا تھا" وہ صلح جو انداز میں پوچھ رہی تھی۔ سلیم نے اس کی جانب دیکھا پھر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس نے بھی مصنوعی ناراضی ختم کی تھی۔

"نہیں تم گھر آنا... یہاں نہیں دکھا سکتا... تم بتاؤ کیا لینے آئی تھیں اور یہ ہاتھ میں کیا پکڑا ہے" وہ اس کے ہاتھ میں پکڑی کتابوں کی جانب اشارہ کر کے پوچھ رہا تھا۔

"یہ اردو کی کتاب ہے... وہ جو نئی ٹیوشن ملی تھی نا... انہوں نے اردو پڑھانے کو بھی بول دیا ہے اور اردو میری کتنی اچھی ہے... تم جانتے ہی ہو مجھ سے تو ٹرگنومیٹری کروا لو... الجبرا سیکھ لو... یہ اردو کہاں پڑھائی آتی ہے مجھے' لیکن رانیہ کی امی کہتی ہیں کہ کچھ دن اردو پڑھا دو... تم سے مدد لینے آئی تھی" وہ اپنا مسئلہ بیان کرنے لگی تھی۔ سلیم اس کے ہاتھوں کی جانب ہی دیکھ رہا تھا جن میں کتابیں دبی تھیں۔

"تم انکار کر دو نا... اتنا خوار ہونے کی ضرورت کیا ہے... تمہاری اپنی پڑھائی اتنی مشکل ہے... اپنا پڑھو گی یا اپنی

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسٹوڈنٹ کا پڑھو گی۔" وہ چڑ کر بول رہا تھا۔
"انکار کیا تھا میں نے... لیکن وہ اتنی محبت سے اصرار کر رہی تھیں... مجھے حامی بھرنی پڑی۔ مروت بھی کوئی چیز ہوتی ہے سلیم صاحب۔" وہ ناک چڑھا کر بولی۔ سلیم کے چہرے پر مسکراہٹ چمکی۔
"ہمیں کیا پتا مروت کیا ہوتی ہے... ہمارے ساتھ کبھی برتی ہو تم نے تو ہمیں پتا ہو نا" وہ کندھے اچکا کر بولا۔
"سلیم تم جتنا وقت بے تکی باتیں کرنے میں ضائع کرتے ہو نا... اتنی دیر میں انسان پڑھ لکھ کر ایم اے پاس کر آتا ہے۔" وہ مزید چڑ کر بولی۔
"دیکھا... اسی لیے میں نے کہا کہ ہمیں کیا پتا مروت کیا ہوتی ہے... یہ نایاب چیز تو تم اپنے اسٹوڈنٹس اور ان کے گھر والوں پر ضائع کر آتی ہو" سلیم بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔ نینا نے جواب میں کچھ کہنا چاہا تو سلیم نے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے روک دیا۔
"میرے پاس پرانی گائیڈ بکس پڑی ہوئی ہیں... تم رات کو آؤ گی نا تو میں تمہیں دے دوں گا' لیکن جلدی آنا" سلیم نے کہا پھر کاؤنٹر کے دراز میں پہلے سے رکھے گئے چلی ملی کے پیکٹ نکال کر اسے دے دیے تھے۔ اس نے جھپٹنے کے انداز میں پکڑے اور شکریہ ادا کیے بنا کھول کر کھانے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"زری تم نے عصر کی نماز پڑھ لی؟" وہ موبائل ہاتھ میں لے کر لاؤنج میں بیٹھی ہی تھی کہ امی نے آ کر پوچھا۔ اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے فیس بک کی دنیا میں قدم رکھا۔
"وقت پر نماز تو ادا کر لیا کرو تم دونوں... اتنی بڑی تو ہو گئی ہو اب کہ یہ بات مجھے بار بار یاد نا کروانی پڑے" امی نے ناپسندیدگی سے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ زری نے ناک چڑھائی۔
"امی ابھی تو اذان ہوئے پندرہ منٹ ہی ہوئے ہیں... پڑھ لیتی ہوں... نہا کر آئی تھی تو بال ذرا گیلے ہیں۔ تھوڑے سے خشک ہو جائیں تو پڑھتی ہوں نماز" وہ اسکرول ڈاؤن کرتی ہوئی موبائل اسکرین میں گم تھی۔
"ٹھیک ہے لیکن اب اس موبائل میں ہی گم مت رہنا... نماز پڑھ لینا بلاوجہ نماز قضا کرنے کا فائدہ...؟" وہ اس کے لمبے بھورے بالوں کو بغور دیکھتے ہوئے تاکید کر رہی تھیں۔ اس کے بال بہت خوب صورت تھے اور وہ ان کا خیال بھی بہت رکھتی تھی۔ وہ غلط نہیں کہہ رہی تھی۔ ان میں نمی چمک تو رہی تھی۔ انہوں نے دل ہی دل میں بیٹی کے بالوں کی خوب صورتی کو سراہا پھر انہیں دوسری بیٹی کی یاد آئی۔
"نینا کدھر ہے... اب تک سو رہی ہے؟" انہوں نے ایک نظر اس کے کمرے کی جانب دیکھا۔
"نہیں... وہ نیچے اتری تھی... سلیم کے پاس گئی ہو گی چلی ملی لینے" زری لاپروا مگن سے انداز میں بولی۔ امی کو یکدم جیسے کچھ یاد آیا۔ ابا نے کچھ تاکید کی تھی۔ اشاروں اشاروں میں انہیں کیا باور کروانا چاہا تھا۔ وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھیں۔
"یہ لڑکی کب سدھرے گی... اب کوئی بچی تو نہیں رہی کہ جب چاہے منہ اٹھا کر گھر سے باہر نکل جائے" وہ ناپسندیدگی کا اظہار کر رہی تھیں۔ زری ٹیکسٹ کرنے میں مگن ہو گئی تھی۔ اس کی انگلیاں تیزی سے ٹچ اسکرین پر چل رہی تھیں۔ اس کا سارا دھیان موبائل میں ہی تھا لیکن امی کی بات کا جواب دینا بھی ضروری تھا۔
"آپ کو پتا ہی ہے اسے چپس' جوس اور چلی ملی کھائے بغیر سکون نہیں آتا... وہی لینے گئی ہو گی... آجائے گی ابھی۔"
"ابھی آجائے تو اچھا ہے" انہوں نے جیسے خود کلامی کی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"کیا ہو گیا ہے امی... کون سا پہلی بار گئی ہے... دن میں کئی بار جاتی ہے... آپ جانتی ہی ہیں سلیم کے پاس جائے بغیر اسے سکون نہیں ملتا" زری نے تسلی دی تھی۔

"یہی تو غلط بات ہے۔ بلاوجہ منہ اٹھا کر جب جی چاہے دکانوں پر گھومتے رہنا کون سی اچھی بات ہے۔ وہ سلیم کی دکان ہے اس کا میکہ نہیں ہے۔" امی چڑ کر بولی تھیں۔ اب کی بار زری نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ کافی ناخوش اور الجھی ہوئی نظر آتی تھیں۔ زری نے سوالیہ انداز میں انہیں دیکھا۔ نینا کی شروع سے یہی روٹین تھی لیکن امی نے پہلے کبھی تو نہیں ٹوکا تھا۔

"اب تم کیا منہ اٹھا کر مجھے دیکھنے لگی ہو۔ چلو رکھو اپنی اس جڑواں بہن کو ادھر اور نماز ادا کرا کر۔" انہوں نے اس کے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا اور کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔ انہیں نجانے کیوں اتنا غصہ آرہا تھا۔ زری ان کے انداز پر حیران تو ہوئی لیکن اس موضوع پر مسلسل سوچتے رہنے کا وقت اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ دوبارہ سے موبائل میں گم ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ترنگ ہے؟" شوکت بھائی نے شٹر کے نیچے سے دکان کے اندر نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا تھا۔ سلیم وہیل چیئر پر آرام دہ حالت میں بیٹھا ستانے کی کوشش کر رہا تھا۔ سہ پہر کے وقت بعض اوقات وہ دکان بند بھی کر دیا کرتا تھا یا کبھی اماں آکر کاؤنٹر سنبھال لیتیں اور وہ آدھ پونا گھنٹہ سستا لیا کرتا تھا اور اگر کچھ لکھنے کا دل چاہتا تب بھی یہی وقت مناسب ترین تھا' لیکن آج اماں بھی گھر نہیں تھیں۔ لکھنے کا من بھی نہیں تھا لیکن سستی سی چھائی ہوئی تھی اسی لیے وہ تھوڑا سا شٹر گرا کر وہیں اخبار منہ پر رکھ کر بیٹھا رہا تھا۔

شوکت بھائی کی آواز پر چہرے پر سے اخبار ہٹا کر اس نے ان کی جانب دیکھا پھر اس ادھ سوئی کیفیت میں بھی شرارت اس کے دل میں گدگدی کرنے لگی تھی۔

"ترنگ ہی ترنگ ہے جی... بتائیے کیا کر کے دکھاؤں... بھنگڑا ڈالوں یا لڈی پیش کروں یا دھمال پسند کریں گے؟" شوکت بھائی اس کی بات پر ہنسے۔

"آپ کی ذاتی ترنگ کی بات نہیں کی میں نے سلیم صاحب... چائے والے دودھ کی بات کر رہا ہوں" انہوں نے وضاحت کی۔ سلیم نے وہیل چیئر گھما کر آگے کی' پھر بولا "وہ والا "ترنگ" تو نہیں ہے۔" اس نے بائیں ہاتھ سے جماہی روکتے ہوئے کہا تھا۔ شوکت بھائی نے لکڑی کے چوکھٹے کے ساتھ اوپر کی جانب لٹکتی ہوئی مختلف تھیلیوں کی طرف دیکھا تھا۔ ڈٹرجنٹ پاؤڈرز' شیمپو' انسٹنٹ ڈرنک کے پاؤڈرز... کافی چیزیں لٹک رہی تھیں لیکن چائے میں ملانے والا پاؤڈر نہیں تھا۔ انہوں نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"یار چائے کی طلب ہو رہی تھی اور تمہارے پاس ایوری ڈے بھی نہیں ہے۔" سلیم نے بھی گردن ذرا باہر نکال کر دیکھنے کی کوشش کی۔ مطلوبہ برانڈ واقعی ختم ہوا تھا۔

"خشک دودھ ہے تو وہ دے دو" شوکت بھائی اب اندر نظریں دوڑا رہے تھے۔

"ہے تو سہی... لیکن شاید آپ کے لیے نہیں ہے" اس نے وہیل چیئر کو گھما کر پیچھے کی جانب کیا تھا۔

"کیوں بھئی... کیوں" ان کے چہرے پر حیرت نمودار ہوئی۔

"کیوں کہ پاکستان کا ہر تیسرا بچہ آئرن کی کمی کا شکار ہے... وہ آپ کا بھی ہو سکتا ہے" اس نے خشک دودھ کا پیکٹ ان کے سامنے کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے اس برانڈ کے اشتہاری پروگرام کی نقل کی تھی۔ شوکت بھائی ہنسے۔

"اوہ نہیں بھائی... میرا نہیں ہو سکتا شکر ہے میرے تو دو ہی بچے ہیں تیسرا ہوتا تو آئرن کی کمی کا شکار ہوتا"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہوں نے پیکٹ اٹھا کر ادائیگی کی تھی۔ اسی دوران خالو (نینا کے والد) دکان کی جانب آتے دکھائی دیے۔ سلیم مؤدب سا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ سارے محلے کے ساتھ ہلڑبازی ہنسی مذاق کرنے والا سلیم' اپنے خالو کے سامنے ایک تہذیب یافتہ تمیزدار لڑکا نظر آنے کے ہر ممکن کوشش کیا کرتا تھا۔

"گولڈ لیف ہے؟..." خالو نے اپنی مطلوبہ سگریٹ کی ڈبیا کے متعلق پوچھا تھا۔ شوکت بھائی نے ذو معنی انداز میں سلیم کا چہرہ دیکھا۔

"سلیم صاحب کو اشاروں کی زبان سمجھ میں آتی ہے... بات کو گھما پھرا کر کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں... ابھی میں نے چائے کے لیے "ترنگ" مانگا تو بولے..." شوکت بھائی چند منٹ پہلے کی بات مزے لے کر بتانے لگے۔ سلیم نے انہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں ٹوکا تھا۔ وہ خالو سے بہت مرعوب رہتا تھا۔ ایک وہی تو انسان تھے سارے محلے میں جن سے وہ خائف رہتا تھا۔ ابھی ترنگ والی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ مختار بھائی بھی آکر کھڑے ہو گئے۔ سلیم نے سگریٹ کی ڈبی نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دی تھی لیکن شوکت بھائی کی بات ختم نہیں ہوئی تھی اس لیے اس نے خالو کو متوجہ نہیں کیا تھا۔ وہ ترنگ کے بعد آئرن کی کمی والی بات بھی بتانے لگے تھے۔ سلیم کو دل ہی دل میں شرمندگی محسوس ہوئی۔ وہ خالو کے ساتھ اتنا بے تکلف نہیں تھا۔ ان کی بات ختم ہوئی تو مختار بھائی بولے۔

"ارے یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ مزے کی بات میں بتاتا ہوں آپ کو' وقار آصف ہیں نا وہ نکڑ والے' ان کا بڑا بیٹا کافی شرارتی ہے۔ پرسوں واپسی پر اسکول سے کسی سے جھگڑا ہو گیا۔ بچوں میں مار ماری ہو گئی۔ وہ بھی بازو چھلوا کر گھر آیا' انہوں نے چھوٹے بیٹے کو بھیجا کہ سلیم سے ڈیٹول لے آؤ۔ سلیم میاں نے ڈیٹول کی بجائے "کمفرٹ" (کپڑوں کی دھلائی کے بعد ڈالنے والا خوشبودار محلول) دے دیا... کہ ٹی وی پر تو یہی دکھاتے ہیں کہ ہر دھلائی کے بعد کمفرٹ لگانا چاہیے" مختار بھائی ایسے بتا رہے تھے جیسے کوئی بہت ہی خوش گوار بات ہو... شوکت بھائی بھی سن کر ہنس دیے لیکن خالو کے چہرے پر مروت والی مسکراہٹ کی رمق ہی چمکی اور غائب ہو گئی۔

"باتوں کا ہی تو کھاتے ہیں یہ... ورنہ اس دکان میں رکھا ہی کیا... ڈھنگ کی کوئی چیز تو ملتی نہیں ہے۔" خالو نے طنزیہ انداز میں کہا تھا۔ ان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ انہوں نے سگریٹ کی ڈبیا اٹھالی تھی۔

"برخوردار باتوں کی بجائے کام پر دھیان دیا کرو... یہی کان کل پونجی ہے تمہاری... گپیں مارنے اور کرکٹ کھیلنے سے فرصت ملے تو اس پر دھیان دو' ورنہ جو چار پیسے آتے ہیں وہ بھی آنے بند ہو جائیں گے" اپنے بھرے ہوئے والٹ سے پیسے نکالتے ہوئے وہ اسے مشورہ دے رہے تھے۔ اس نے بدقت مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

اسے کچھ عجیب سا لگا تھا۔ خالو کم گو تھے۔ اس کے ساتھ تو ایک طرف' اس کے اماں ابا سے بھی بہت لیے دیے انداز میں بات کرتے تھے لیکن ایسا رعونت بھرا انداز بھی کبھی نہیں اپنایا تھا۔ اس کی دکان پر بھی کم و بیش روز ہی آتے تھے لیکن بات ہمیشہ نرم انداز میں کرتے تھے۔ آج ان کا انداز سلیم کو کچھ سنجیدہ اور طنزیہ سا لگا۔ وہ چپ سا ہو گیا۔ ان کا انداز اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

☼ ☼ ☼

"واقعی...؟" سمیع نے حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھا۔ یہ خبر اس کے لیے غیر متوقع اور زیادہ اچھی بھی نہیں تھی۔

"میری طبیعت کچھ دنوں سے نارمل نہیں رہتی... نیند بھی پوری کرتی ہوں مگر سر بھاری رہتا ہے۔ متلی کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ بے زاری چھائی رہتی ہے شک تو مجھے بھی تھا لیکن آج کنفرم ہو گیا۔" شہرین خود بھی کنفیوزڈ سی تھی۔

"ایک ذرا سی متلی سے یہ تصدیق کیسے ہو گئی یار کہ گڈ نیوز ہے... کیسی بچوں جیسی باتیں کرتی ہو" وہ مصنوعی

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انداز میں مسکراتا ہوا اکتا کر بولا۔ اسے دوسرے بچے کی خواہش نہیں تھی۔
"اماں رضیہ سے بات کی تھی وہ بھی یہی کہہ رہی تھیں" شہرین کا انداز ابھی بھی ویسا ہی تھا۔
"اوہ اچھا اچھا۔۔۔ اماں رضیہ نے تو ایم بی بی ایس کیا ہوا ہے' میں بھول ہی گیا تھا۔ لاؤ وہ پریسکرپشن بھی دے دو جس میں انہوں نے ملٹی وٹامنز اور آئرن سپلیمنٹ لکھ کر دیے ہیں۔ کل آفس سے واپسی پر لیتا آؤں گا" وہ اسے چڑا رہا تھا اور ساتھ ہی ریموٹ سے ٹی وی کی آواز اونچی کی تھی۔ شہرین نے اسے مصنوعی ناراضی سے گھور کر دیکھا پھر مسکرائی تھی۔
"ایم بی بی ایس کی بات نہیں ہے۔۔۔ سیانی عورت ہیں۔۔۔ تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔ وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ رہی تھیں" شہرین نے ریموٹ اٹھا کر دوبارہ سے ٹی وی کی آواز دھیمی کی۔
"تجربہ اور چیز۔۔۔؟" اس نے برا سا منہ بنایا۔
"یہ دراصل ان غلطیوں کا نام ہوتا ہے جو انسان اپنی زندگی میں خود کرتا ہے لیکن شرمندگی سے بچنے کے لیے دوسروں کو اپنے کارنامے کہہ کر سناتا ہے۔۔۔ شہرین سمیع! یہی جدید زندگی کا اصول ہے" اس نے اس کے ہاتھ سے ریموٹ چھیننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔ شہرین نے ہاتھ اپنے پیچھے کر لیا۔
"سمیع وہ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔۔۔ مجھے بھی لگتا ہے کہ گڈ نیوز ہے۔۔۔ اتنی مارننگ سک نیس ہوتی ہے آج کل نوزیا (متلی کی کیفیت) فیل ہوتا ہے بہت" شہرین نے ریموٹ ابھی بھی اسے نہیں دیا تھا۔
"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ میں کسی اچھے نیورو سرجن سے ٹائم لیتا ہوں۔۔۔ سر درد کے بعد اب نوزیا بھی رہنے لگا ہے۔۔۔ یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے۔" سمیع کے چہرے پر فکرمندی چھلکنے لگی تھی۔
"نہیں مجھے گائناکولوجسٹ سے ملنا ہے۔ تم ڈاکٹر بشریٰ صفدر سے ٹائم لو۔۔۔" شہرین نے ریموٹ اسے دینے کے لیے ہاتھ آگے کیا تھا۔
"پہلے مجھ سے تو مل لو اچھی طرح۔۔۔ میری طرف تو شاید عرصے سے دیکھا بھی نہیں ہے تم نے" سمیع نے ریموٹ کی بجائے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ وہ شکوہ کر رہا تھا۔ شہرین کو فی الوقت شوہر کے جذباتی سہارے کی بہت ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔
"آئی ایم سوری سمیع لیکن یقین کرو میں خود اب اس صورت حال سے تھک گئی ہوں۔۔۔ میں نکلنا چاہتی ہوں اس اینزائیٹی سے۔۔۔ میں بھی خوش ہونا چاہتی ہوں۔ صرف تمہارے اور ایمن کے بارے میں سوچنا چاہتی ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کوئی بات مجھے پریشان نا کرے۔۔۔ کسی بیماری کا خیال مجھے پریشان نا کرے۔"
"تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے۔۔۔ تمہیں صرف میری محبت کا مرض لاحق ہے اور تمہاری سب بیماریوں کا شافی علاج میں ہوں۔۔۔ تم اگر سب فضول قسم کی سوچیں ترک کر کے صرف میرے بارے میں سوچا کرو تو تمہیں کسی ڈاکٹر سے ٹائم نا لینا پڑے" وہ بہت محبت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ شہرین نے سر ہلایا تھا۔ اسے سمیع کی بات سے اتفاق تھا۔
"تم میرے لیے دعا کرتے ہو نا" وہ اس کے ہاتھ کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔
"تمہارے لیے نہیں کروں گا تو کس کے لیے کروں گا یار" وہ ہارے ہوئے انداز میں بولا تھا۔ شہرین کو اماں رضیہ کی بات پر پختہ یقین ہوا تھا۔ اسے واقعی ہیرے جیسا شوہر ملا تھا۔

☼ ☼ ☼

"آپ ہمیں بھی ساتھ لے چلتے۔۔۔ میں اور زرمین آپ کے بغیر اداس ہو جائیں گے" کاشف کے کپڑوں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سوٹ کیس کو لاک کرتے ہوئے وہ افسردگی سے بولی تھی۔ کاشف بیڈ پر بیٹھا موزے پہن رہا تھا۔ پندرہ منٹ میں اسے ایئرپورٹ کے لیے نکلنا تھا۔

"یہ ایک بزنس ٹرپ ہے یار۔۔۔ تم میرے ساتھ جاتیں تو بور ہو جاتیں۔۔۔ میں نے مجید بھائی سے کہا تھا کہ وہ اپنی فیملی کو بھی تیار کر لیتے تو پھر میں تمہیں بھی ساتھ لے جاتا لیکن حبیبہ نے انکار کر دیا" موزوں کے بعد اب وہ رسٹ واچ باندھ رہا تھا۔

"اچھا ہوا۔۔۔ اس کے ساتھ جانا بھی نہیں تھا مجھے" وہ ناک چڑھا کر بولی۔ کاشف ذو معنی ہنسی ہنسا۔

"اتنی اچھی خاتون ہے یار۔۔۔ تم پتا نہیں کیوں اتنا خار کھاتی ہو" وہ اسے چڑا رہا تھا۔

"ہر وہ خاتون جو آپ کو اچھی لگتی ہے۔۔۔ ہاں میں اسے سے خار کھاتی ہوں۔۔۔ کر لیں جو کرنا ہے" وہ محبت بھرے مان سے بولی تھی۔ زرمین کی پیدائش نے اس کے پاؤں کے نیچے کی زمین کو کنکریٹ کا بنا دیا تھا۔ وہ خود کو بہت بہت مضبوط سمجھنے لگی تھی۔ بی بی جان کی کہی ہر بات سچ ثابت ہو رہی تھی۔ زرمین کی آمد اور اس کی ہر درجہ محبت نے اس کے شوہر کے دل میں اس کا قلعہ کافی مضبوط کر دیا تھا۔

"اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے" وہ اب پرفیوم اسپرے کر رہا تھا۔

"آپ کی سوچ سے بھی زیادہ" صوفیہ نے اعتراف کیا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کے دل میں کاشف کی محبت مزید سے مزید تر ہوتی جاتی تھی۔ وہ ایک ہفتے کے لیے دبئی جا رہا تھا اور اس کی جدائی کے متعلق سوچ کر صوفیہ کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"نا کرو یار۔۔۔ جب شوہر گھر سے دور جا رہا ہو۔ وہ بھی ایک ہفتے کے لیے تو ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔۔۔ اسے آسان الفاظ میں ظلم کہتے ہیں" وہ پلٹ کر اس کی جانب آیا تھا اور اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اسے ظلم نہیں کہتے۔۔۔ ظلم اسے کہتے ہیں جو آپ کر رہے ہیں۔ مجھے ساتھ نا لے جا کر ایک ہفتہ تھوڑا نہیں ہوتا۔" وہ دل گیر لہجے میں بولی تھی۔ کاشف نے اپنا سر اس کے سر کے ساتھ مس کیا۔

"مجھے احساس ہے لیکن جانا بھی ضروری ہے نا۔۔۔ میری بیٹی بہت خوش قسمت ہے اس کی پیدائش کے بعد سے اب تک مجھے لاکھوں کا منافع ہوا ہے' میں اپنے بزنس کا دائرہ بڑھا رہا ہوں۔ دبئی ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔ مجھے بہت اچھی آفرز آ رہی ہیں۔۔۔ میں ان کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ بس اسی لیے دل پر پتھر رکھ کر جا رہا ہوں۔" وہ وضاحت دے رہا تھا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں کہ کوئی ٹھوس وجہ ہو گی نا جو آپ جا رہے ہیں لیکن اپنا خیال رکھیے گا اور؟ میں یاد رکھیے گا۔ روز فون کرنا مت بھولنا۔۔۔ ورنہ میں اور میری بیٹی ناراض ہو جائیں گے" وہ لاڈ سے بولی۔ کاشف نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اسی دوران فون کی گھنٹی کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ کاشف نے اس کے کندھوں سے ہاتھ اٹھا کر تپائی پر پڑا کارڈلیس اٹھایا تھا۔

"کیا۔۔۔ کب۔۔۔ کیسے اوہ مائی گاڈ" وہ نجانے کس سے بات کر رہا تھا لیکن اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے صوفیہ کو احساس دلایا تھا کہ کچھ بہت ہی بری خبر ہے۔

"کیا ہوا؟" اس کے فون بند کرتے ہی اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔

"مجید بھائی ایئرپورٹ جا رہے تھے۔۔۔ راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔ پولیس اسٹیشن سے فون تھا۔۔۔ کہتے ہیں موقع پر ہی دم توڑ گئے" کاشف کا رنگ خطرناک حد تک زرد ہو چلا تھا۔ صوفیہ بھی ڈھے سی گئی۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔ حبیبہ سے اسے کتنی بھی نفرت تھی لیکن اس نے کبھی اس کا برا سوچا تھا' نا چاہا تھا۔ کاشف مزید کچھ کہے بنا گاڑی کی چابی اٹھا کر دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"گڈ نیوز تو نہیں ہے" ڈاکٹر بشریٰ نے اسے دیکھتے ہوئے پیشہ ورانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر کہا تھا۔ وہ شہرین کو کافی پہلے سے جانتی تھیں۔ ایمن بھی انہی کے ہاسپٹل میں پیدا ہوئی تھی۔ انہوں نے شہرین کے تمام لیب ٹیسٹ اور اسکیننگ وغیرہ کروائی تھی۔ شہرین کے اندازے کی تصدیق نا ہو سکی تھی۔ سمیع نے مسکراتے ہوئے جتانے والے انداز میں اسے دیکھا۔

"میں بھی سو فیصد پر یقین نہیں تھی، لیکن کچھ مسائل تھے تو بس اس لیے سوچا آپ سے مل لوں۔۔۔" شہرین نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"بہت اچھی بات ہے۔۔۔ تمام ٹیسٹ ہو گئے۔۔۔ وہم ختم ہو جاتا ہے اس طرح سیف سائیڈ پر رہنا ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ میں کچھ میڈیسن لکھ دیتی ہوں۔۔۔ وہ باقاعدگی سے لو۔۔۔ ان شاء اللہ تمام مسائل ختم ہو جائیں گے" ڈاکٹر بشریٰ کا بات کرنے انداز شہرین کو بہت پسند تھا۔

"ڈاکٹر بظاہر تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ رپورٹس بھی ٹھیک ہیں۔۔۔ اسکیننگ میں کچھ نہیں ہے۔۔۔ لیکن میں اپنے آپ کو ٹھیک نہیں محسوس کرتی۔۔۔ ہر وقت ایک بوجھ میرے ذہن پر سوار رہتا ہے۔ چاہتے ہوئے بھی خوش نہیں رہ پاتی۔۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی طاقت مجھے کھائے جا رہی ہے، میرا دل بجھا بجھا رہتا ہے۔ بہت سے ڈاکٹرز سے مل چکی ہوں لیکن سب ڈپریشن کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں۔" وہ منہ لٹکا کر اپنا مدعا بیان کر رہی تھی۔ ڈاکٹر بشریٰ اس کی بات سنتے ہوئے مسلسل سر ہلا رہی تھیں۔

"ڈپریشن کاہے کا۔۔۔ کوئی پریشانی ہے کیا زندگی میں۔۔۔ کیوں مسٹر سمیع یہ کیا کہہ رہی ہیں شہرین۔۔۔ ایسا کیوں ہے۔۔۔ آپ خیال نہیں رکھتے ان کا" ڈاکٹر بشریٰ نے مصنوعی انداز میں اسے گھورتے ہوئے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔

"ڈاکٹر صاحبہ! اس لڑکی میں جان ہے میری۔۔۔ لسٹرلی میں نے اپنا دل نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا ہوا ہے۔۔۔ یہ دن کو، رات کہے تو میں رات کہہ دیتا ہوں۔۔۔ یہ رات کو دن کہے میں تب بھی مان لیتا ہوں۔ بتائیں کیا خیال نا رکھتا ہوں گا اس کا۔۔۔ بہت پریشان رہتا ہوں اس کی وجہ سے۔۔۔ اسے پتا نہیں کس بیماری کا وہم ہے، جو ہمیشہ اس کے اعصاب پر سوار رہتا ہے" وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ محبت کے اظہار اور اعتراف کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔

"میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ بہت خیال رکھنے والے شریک حیات ہیں لیکن شہرین جو محسوس کرتی ہے اسے بھی وہم نہیں کہہ سکتے آپ، یہ پوسٹ نیٹل ڈپریشن ہے۔" ڈاکٹر بشریٰ نے ریوالنگ چیئر گھما کر پیچھے کی اور بولیں۔

"بچے کی پیدائش کے بعد وہ پیچیدگیاں جو ہمارے ملک میں بالکل نظر انداز کر دی جاتی ہیں اور ان کے علاج پر بالکل دھیان نہیں دیا جاتا۔ پوسٹ نیٹل ڈپریشن بھی ان میں سے ایک ہے۔۔۔ وجود اور اعصاب پر تھکن اور اداسی کا بلاوجہ غلبہ۔۔۔ رونے کی خواہش بعض اوقات سر درد، کسی کام میں جی نا لگنا۔۔۔ اپنے آپ سے اور خود سے وابستہ رشتوں سے الجھن محسوس ہونا۔۔۔ روٹین کے کاموں میں بے رغبتی۔۔۔ ہارمونل امبیلنس۔۔۔ یہ سب علامات پوسٹ نیٹل ڈپریشن کی بھی ہو سکتی ہیں۔"

"پوسٹ نیٹل ڈپریشن۔۔۔؟" سمیع نے ان کا بولا ہوا لفظ دوہرایا۔

"کیا ہمیں سائیکاٹرسٹ سے ملنا چاہیے؟" وہ ان کا مشورہ طلب کر رہا تھا۔

"مل لیجیے۔۔۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ اس سلسلے میں پہلے بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کچھ معالجین سے مل چکے ہیں اور افاقہ نہیں ہوا تو میرا خیال ہے اب اپنا علاج خود کیجیے۔ جی ہاں ڈپریشن کے لیے کوئی بھی دوا کھانے سے بہتر ہے کہ خود اپنا علاج کیجیے۔۔۔ آپ کی رپورٹس کے مطابق میرا علم یہ کہتا ہے آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے صرف اپنا لائف اسٹائل تبدیل کرلیجیے۔۔۔ زندگی میں دلچسپیاں بڑھائیں۔۔۔ اللہ نے آپ کو اولاد دی ہے۔۔۔ اس کے ساتھ وقت گزاریں۔۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزاریں۔۔۔ جس سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔ اس سے بار بار ملیں۔۔۔ جن کی موجودگی دل کو ناگوار گزرتی ہے اس شخص اور خیال کو بھی قریب نا پھٹکنے دیں۔ خوش رہیں مطمئن رہیں۔ مصروف رہیں۔ یہ بہترین علاج ہے۔" ڈاکٹر بشریٰ نے کہنے کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹا سا کتابچہ بھی ان کے سامنے رکھ دیا تھا۔

"اس میں اس ڈپریشن کی علامات اور روحانی علاج درج ہے۔ فرصت نکال کر اسے پڑھ لینا۔۔۔ اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہ صرف آپ کے ساتھ نہیں ہو رہا۔۔۔ پاکستان میں ہر پانچویں ماں اس صورت حال سے گزرتی ہے۔ زندگی کی جانب مثبت رویہ رکھیے۔۔۔ اچھی سوچ اچھی زندگی کے لیے بہت ضروری ہے۔" ڈاکٹر بشریٰ نے مسکراتے ہوئے شہرین سے کہا تھا۔ اس نے سر ہلایا۔ سمیع نے اطمینان بھری گہری سانس لی تھی۔ اسے جیسے حوصلہ مل گیا تھا کہ اب شہرین اپنی مردہ دلی سے ضرور ہی پیچھا چھڑوا کر پہلے والی چلبلی سی شہرین بن جائے گی۔

☆ ☆ ☆

محبتوں کی فطرت میں عجیب سی لامکانی ہے
عجب سی بے یقینی ہے، عجب سی بے دھیانی ہے
ان کی قسمتوں میں بھی ہجرتیں ہی لکھی ہیں
ان کے فیصلوں میں بھی شدتیں جھلکتی ہیں
منزلوں کی خواہش میں لمحہ لمحہ یہ اپنے راستے بدلتی ہیں
چاہے جانے کی چاہ میں نکھرتی ہیں بکھرتی ہیں
لیکن ایسا ہوتا ہے کہ ایک حد گزرنے پر
مزاج کی سیلانی سے جب یہ تھکنے لگتی ہیں
زیست کے مصائب سے جب یہ مرنے لگتی ہیں
تب دلوں کے سبز خطوں کو جہاں سے نرم پاتی ہیں
وہیں نگر سجاتی ہیں۔۔۔ وہیں پہ گھر بناتی ہیں

"یہ کیا لکھتے رہتے ہو تم۔۔۔ مجھے تو سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ محبت محبت محبت۔۔۔ ہر وقت محبت۔ تمہارا ذہن کچھ اور کیوں نہیں سوچتا" نینا نے اس کی نظم کو پڑھنے کے بعد ڈائری اس کو تھمادی تھی۔ وہ صبح کی اٹھی ہوئی تھی۔ دوپہر کو بھی نہیں سویا تھی اس لیے اب نیند سے آنکھیں بوجھل ہوئی جارہی تھیں۔ سلیم سے گائیڈ بکس نا لینی ہوتیں تو شاید وہ آتی بھی نہیں لیکن اب مجبوری بھی تھی اور سلیم کی نئی چھپنے والی شاعری بھی دیکھنی تھی اسی لیے وہ آگئی تھی۔ ابا اور امی اپنے کمرے میں تھے۔ وہ زری کو بتا کر سیڑھیاں اتر آئی تھی۔ سلیم اسی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"تم بہت بدذوق ہو نینا۔۔۔ تمہیں اتنی اچھی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔۔۔ محبت تو ایک الوہی جذبہ ہے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شاعری میں جذبات ہی تو ہوتے ہیں ۔۔۔ جذبات نا لکھوں تو اور کیا لکھوں ۔۔۔ اچھا بتاؤ اور کیا سوچوں یا لکھوں جو تمہیں سمجھ میں آجائے اور اچھا بھی لگے" سلیم نے ڈائری بند کردی اور اپنی ٹانگ کو سیدھا کیا تھا۔ نینا کو واقعی شاعری سمجھ میں نہیں آتی تھی لیکن دوٹوک ناپسندیدگی کا اظہار بھی سلیم کو اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ پہلے ہی خالو کے شام والے رویے کی وجہ سے کافی دل گرفتہ ہو رہا تھا۔

"مجھے تو ایک ہی جذبہ سمجھ میں آتا ہے اور وہ ہے وفا ۔۔۔ انسان کو انسان کے ساتھ وفادار ہونا چاہیے ۔۔۔ باوفا اور مخلص ۔۔۔ دنیا میں تعلقات صرف اسی بنیاد پر بنائے اور نبھائے جاسکتے ہیں ۔۔۔ میرے لیے وفا سے زیادہ انمول کوئی اور چیز نہیں ہے ۔۔۔ باقی سب تو غیر ضروری بے کار باتیں ہیں" وہ سادہ سے انداز میں کہہ رہی تھی۔ سلیم نے اس کا چہرہ دیکھا۔

"وفا ایک آؤٹ ڈیٹیڈ چیز ہے کزن ۔۔۔ زمانے میں پنپنے کے لیے انسان نے اب بہت سی نئی چیزیں ایجاد کرلی ہیں ۔۔۔ وفا دنیاداری کی لسٹ میں سب سے آخری نمبر پر آتی ہے" وہ ناک چڑھا کر بولا تھا۔ نینا نے بغور اس کا چہرہ دیکھا اور پھر دیکھتی رہی۔ وہ اس قدر بے زار کیوں دکھتا تھا۔

"کیا ہوا خالہ سے ڈانٹ پڑی ۔۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے کیا ۔۔۔؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔ اس کے لہجے میں کوئی طنز یا مذاق نہیں تھا۔

"نہیں تو ۔۔۔ اماں کی ڈانٹ پھٹکار تو ماضی بعید کا قصہ ہوگئی ۔۔۔ عرصہ ہوا انہوں نے تو کبھی سخت لہجے میں بھی بات نہیں کی" وہ اسی انداز میں بولا تھا جو نینا کو کچھ باور کروا رہا تھا۔

"یہ جو میری ٹانگ تھی نا ۔۔۔ اللہ اسے غریق رحمت کرے ۔۔۔ بڑی کوئی کرموں والی تھی ۔۔۔ جب جسم کے ساتھ تھی تب بھی زندگی میں اس کی وجہ سے بڑا آرام تھا ۔۔۔ اب نہیں رہی تو بھی کچھ چیزیں بہت اچھی ہوئی ہیں ۔۔۔ اس میں سے ایک اماں کی ایکسٹرا توجہ اور محبت کا ملنا ہے ۔۔۔ پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگی ہیں مجھ سے ۔۔۔ سب سے پہلے میرے لیے کھانا نکال کر دکان پر دے جاتی ہیں ۔۔۔ پھل آئے ہوں تب بھی میرا حصہ پہلے نکالتی ہیں باقی بھائیوں کو بعد میں دیتی ہیں۔

ابا کو دینے سے بھی پہلے، میرے لیے دودھ کا گلاس بھر کر رکھ جاتی ہیں یہاں ۔۔۔" اس نے تپائی کی جانب پڑے دودھ کے گلاس کی جانب اشارہ کیا جو ابھی بھی بھرا ہوا تھا۔ نینا نے مڑ کر دیکھا پھر اس کے چہرے کو ایک بار پھر جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے ٹال رہا تھا ۔۔۔ لیکن کیوں؟ وہ اداس لگتا تھا۔ وہ اکثر اس طرح اداس ہو جایا کرتا تھا لیکن نینا سے، اس ناراضی کی وجہ کبھی چھپائی نہیں تھی۔ اس نے صرف شرارتاً" وہ گلاس اٹھا لیا تھا۔

"خالہ بھی غلط کرتی ہیں ۔۔۔ اتنی محبت کے قابل بھی کہاں ہو تم ۔۔۔ بتاؤ دودھ کا اتنا بڑا گلاس تمہیں دے دیتی ہیں۔ اس دودھ کو پینے سے کون سا تمہاری صحت میں برکت پڑ جانی ہے ۔۔۔ تم نے کون سا ہینڈسم لگنے لگ جانا ہے ۔۔۔" اس نے دودھ کے گلاس سے گھونٹ بھرا تھا۔ سلیم چپ چاپ اپنی ٹانگ کی جانب دیکھتا رہا۔ اس کی بات پر مسکرایا نا کوئی جواب دیا۔ نینا اب کی بار کچھ پریشان ہوئی۔

"کیا بات ہے سلیم کوئی مسئلہ ہے ۔۔۔؟" یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس کے چہرے کے تاثرات پڑھ نا پاتی۔ سلیم مسکرایا۔ وہی مصنوعی مسکراہٹ جو نینا کو الجھا رہی تھی۔

"نہیں نہیں ۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔۔۔ میں تو سوچ رہا تھا تم واقعی ٹھیک کہہ رہی ہو اتنی محبت کے قابل کہاں ہوں میں ۔۔۔" وہ اسی پژمردہ انداز میں بولا تھا۔

"بتائیے گے کہ کیا ہوا ہے یا میں جاؤں یہاں سے ۔۔۔؟" وہ چڑ کر بولی۔ اس سے زیادہ صبر نہیں تھا اس میں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"نینا مجھے ایسا لگتا ہے جیسے خالو مجھے پسند نہیں کرتے" اس نے وہ بات کہہ ڈالی جو شام سے اسے افسردہ کیے ہوئے تھی۔ نینا نے ہاتھ میں پکڑا دودھ کے گلاس سے ایک سپ لیا اور پھر گردن ہلائی جیسے سلیم کی بات اس کے لیے بالکل غیر اہم ہو۔

"وہ مجھے بھی پسند نہیں کرتے... اور بتاؤ"

"تمہاری بات اور ہے نینا... تم ان کی بیٹی ہو" وہ لفظ "بیٹی" پر زور دے کر بولا تھا۔

"تمہیں بھی فرق نہیں پڑنا چاہیے پاگل شاعر آدمی کیونکہ تم ان کی بیٹی نہیں ہو۔" وہ اسی کے انداز میں بولی تھی۔

"مجھے فرق پڑتا ہے... بہت فرق پڑتا ہے' میں بہت ہرٹ ہوتا ہوں' ڈر جاتا ہوں اس لیے کہ میں جانتا ہوں میں واقعی محبت کے قابل نہیں ہوں" وہ چند لمحے پہلے بولا گیا اسی کا جملہ دوہرا رہا تھا۔ حساسیت اس کے ہر لفظ و انداز سے ٹپک رہی تھی۔ نینا زچ ہوئی۔

"یہ ڈائیلاگز میرے سامنے بول کر مجھے یہ احساس مت دلاؤ کزن کہ میں نے کوئی نامناسب بات کردی ہے۔ میری تو عادت ہے ایسا اناپ شناپ بولتے رہنا... تم سے کس نے کہا کہ تم محبت کے قابل نہیں ہو۔ سارا محلہ تمہاری اماں سمیت تم پر دل و جان سے فدا ہے... محلے کی ساری باجیاں آنٹیاں تمہارے گن گاتے نہیں تھکتیں... محلے کے بچے تو بچے بچوں کے اباؤں کو بھی اپنی مٹھی میں کر رکھا ہے تم نے۔ تمہاری شاعری کو پسند کرتے ہیں لوگ' تمہاری کہانیاں پڑھتے ہیں... اس کے علاوہ اور کیا چاہتے ہو تم' ناشکرے انسان" وہ مصنوعی انداز میں چڑ کر بولی تھی۔ اسے سلیم کے رویے کی وجہ سمجھ میں آگئی تھی۔ احساس کمتری کا مخصوص دورہ اس پر حاوی ہو رہا تھا۔

"نظمیں' غزلیں... یہ افسانے کہانیاں... ان سب کا ایک ہی مقصد ہے نینا... میں بہت قابل بن جانا چاہتا ہوں... اتنا قابل کہ میری ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور میری کریانے کی دکان' میری خواہش کی راہ میں حائل نا ہو سکیں... میں تم لوگوں کے برابر آجانا چاہتا ہوں... تم لوگوں کے سامنے کمتر نہیں لگنا چاہتا... میں خالو کی نظر میں ان کی بیٹی کے ہم پلہ ہو جانا چاہتا ہوں" سلیم نے سر جھکا کر کہا تھا۔ نینا کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس چھلکتے چھلکتے بچا۔ وہ یہ کیسی نئی اور انوکھی بات کر رہا تھا۔

اتنا واضح اعتراف اور اپنی خواہش کا اظہار... اس نے اس کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی جانب دیکھا اور پھر دیکھتی رہی۔ وہ اسے کیا کہتی۔ الفاظ کی کمی اسے بری طرح محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ اس کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی لیکن یہ اس کے اپنے اختیار کی بات نہیں تھی۔ اس نے دودھ کا گلاس دوبارہ تپائی پر رکھ دیا اور پھر اپنی انگلیوں کی جانب دیکھتی رہی۔

"یہ ممکن نہیں ہے سلیم..." اس نے کہتے ہوئے جان بوجھ کر اس کے چہرے کی جانب نہیں دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

سرورق کی شخصیت

ماڈل ---------- ایشا نور
میک اپ ---------- روز بیوٹی پارلر
فوٹو گرافر ---------- موسیٰ رضا

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY